ماہنامہ

چاریارِ مصطفیٰ

راولپنڈی اسلام آباد

فروری 2013

ابوبکر صدیق — عمر فاروق — عثمان ذوالنورین — علی المرتضیٰ

بریڈفورڈ: سنی جمعیت عوام کے چیئرمین شیر بیشہ اہلسنت پیر سید محمد عرفان مشہدی اپنی 54ویں سالگرہ کا کیک کاٹ رہے ہیں

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولا کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

فروری 2013

ماہنامہ

چاریارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

راولپنڈی / اسلام آباد

سرپرست اعلیٰ

حجۃ الاسلام شیر بیشہ اہلسنت

علامہ پیر سید محمد عرفان مشہدی موسوی

ناظم اعلیٰ

مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان

مدیر مسؤل

علامہ فدا حسین رضوی

مدیر

مولانا مفتی مختار علی رضوی

معاون مدیر

مولانا محمد شفیق قادری

مجلس ادارت

غلام حسین عرفانی

انچارج آفس

سردار خادم حسین طاہر

مجلس مشاورت

شیخ طریقت پیر جمیل الرحمٰن نقشبندی — عیدگاہ شریف راولپنڈی

علامہ پیر سید امانت علی شاہ — گھمسن کے شریف ضلع قصور

پیر سید ابو الحسین شاہ ترمذی — دھیلہ شریف گجرات

صاحبزادہ پیر غلام صمدانی — ہالی کھوہ پاک شریف اوکاڑہ

علامہ ڈاکٹر محمد شفیق قادری — چارسدہ خیبر پختونخواہ

حضرت مولانا شاہ روم بابا — مردان خیبر پختونخواہ

سردار سید ضیاء اللہ شاہ جیلانی — خیر پور سندھ

میاں شفقت حسین سہروردی — گھوٹکی سندھ

علامہ محمد بشیر مصطفوی — میرپور آزاد کشمیر

مولانا قاری ضیاء المصطفیٰ نور — مظفرآباد آزاد کشمیر

مولانا محمد شریف بھاگری — دواریاں شریف آزاد کشمیر

قلمی معاونین

ترجمان فکر رضا علامہ محمد کاشف اقبال مدنی

شیخ الحدیث سائیں غلام رسول قاسمی

علامہ مفتی طارق محمود نقشبندی

علامہ مفتی سید ذوالفقار حسین شاہ گیلانی

مولانا مفتی محمد داؤد رضوی

مولانا حکیم لیاقت علی

علامہ سفیر احمد سفیر

علامہ عبدالرحمٰن ہزاروی

مولانا محمد فرحان علی رضوی عرفانی

علامہ مفتی محمد طیب ارشد

علامہ فاروق احمد قادری ضیائی

ترسیل زر خط و کتابت مرکزی دفتر: مکان نمبر 546، گلی نمبر 14، خیابان اقبال، سیکٹر 1، بنگش کالونی پیر ودھائی راولپنڈی / رابطہ آفس مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان

E-mail: charyara.mustafa@gmail.com, www.charyara.mustafa.net, Mobile: 0301-5446953

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

تحریر: صاحبزادہ محمد ضیاء الحق قادری رضوی (گولڈ میڈلسٹ)

نام ونسب، ولادت اور تحصیلِ علم

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی نسل میں قبیلہ بنی شیبان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی کنیت ابو عبداللہ، القاب شیخ الاسلام اور امام اہلِ سنت اور نام ونسب احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد شیبانی مروزی ہے۔ آپ کے دادا حنبل اموی دور میں سرخس کے گورنر رہے۔ ربیع الاول یا ربیع الثانی 164ھ (780ء) میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف میں پیدا ہوئے۔ تین سال کی عمر کو پہنچے تو والد محترم کا وصال ہو گیا۔ نہایت کم عمری میں حفظِ قرآن کریم کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے۔ سات سال کی عمر میں علمِ حدیث کی تحصیل کا آغاز ہوا۔ حصولِ علم کی خاطر آپ نے کوفہ، بصرہ، یمن، شام، جزیرہ، مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے سفر کیے۔ آپ نے اپنے وقت کے سینکڑوں مایہ ناز اساتذہ سے اکتسابِ علم کیا۔ بالخصوص امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ وحدیث کا علم حاصل کیا۔

> آپ ہر رات میں ایک منزل قرآن مجید پڑھتے اور یوں سات دنوں میں قرآن مجید کی تلاوت مکمل کر لیتے۔ ہر دن میں تین سو رکعت نوافل ادا کرتے بھی آپ کا معمول رہا۔ جب کوڑے لگنے کی وجہ سے کمزوری آ گئی تو روزانہ ایک سو پچاس رکعت کا معمول اختیار کر لیا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی علمی وارفتگی کا اندازہ اس بات سے کیجئے کہ جب آپ کی علمی شہرت دور دور تک پھیل چکی تھی اور آپ کی امامت کو امت کے عوام وخواص تسلیم کر چکے تھے اس وقت بھی حصولِ علم کا سفر جاری تھا۔ اس دور میں قلم دوات لے کر کسی محدث کی درسگاہ میں جا رہے تھے کہ ایک شخص نے سوال کر دیا "اے ابو عبداللہ! آپ علم کے اس بلند مقام پر فائز ہیں کہ امام المسلمین کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں۔ پھر بھی پڑھنے جا رہے ہیں؟" آپ نے ارشاد فرمایا "قلم دوات کا میرے ساتھ تعلق قبرستان تک رہے گا۔"

تدریس

204ھ میں جب آپ کی عمر مبارک چالیس سال ہوئی تو آپ نے مسندِ تدریس کو رونق بخشی۔ آپ کے درس میں بعض اوقات علم کے پروانوں کی تعداد پانچ ہزار سے بھی تجاوز کر جاتی تھی۔ آپ کے شاگردوں میں امام محمد بن اسماعیل بخاری، امام مسلم بن حجاج نیشاپوری، امام ابو زرعہ رازی، امام ابو حاتم رازی، امام ابو داؤد سجستانی، امام ابوبکر مروزی، امام ابو قدامہ سرخسی کے اسماءِ گرامی شامل ہیں۔

زہد وورع

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے معاملاتِ زندگی میں ہمیشہ سادگی اور کفایت شعاری سے کام لیا۔ آپ نے کبھی امراء سے تحائف قبول نہ کیے۔ آپ کے زہد وتقویٰ پر آپ کے استادِ گرامی حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان شاہد عادل ہے کہ میں بغداد سے روانہ ہوا تو میں نے اپنے پیچھے کسی کو احمد بن حنبل سے بڑھ کر متقی، زہد وورع والا فقیہ اور عالم نہیں چھوڑا۔

آپ ہر رات میں ایک منزل قرآن مجید پڑھتے اور یوں سات دنوں میں قرآن مجید کی تلاوت مکمل کر لیتے۔ ہر دن میں تین سو رکعت نوافل

ادا کرنا بھی آپ کا معمول رہا۔ جب کوڑے لگنے کی وجہ سے کمزوری آگئی تو روزانہ ایک سو پچاس رکعت کا معمول اختیار کرلیا۔

فقہ وفتویٰ کے اصول اور فقہ حنبلی کی تدوین

فقہ وفتویٰ میں آپ نے درج ذیل پانچ اصول اختیار فرمائے: (1) نصوص قطعیہ کی موجودگی میں کسی اور کے قول کو قبول نہ کرنا۔ (2) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقابل بعد والوں کے اقوال کو قبول نہ کرنا۔ (3) اقوال صحابہ میں اختلاف کے وقت اقرب الی الکتاب والسنۃ قول کو قبول کرنا۔ اس سلسلے میں صحابہ کرام کی افضلیت کی ترتیب کو ہمیشہ ملحوظ رکھتے تھے اور خلفاء اربعہ کو تمام صحابہ پر ترجیح دیتے تھے اور ان میں سے بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قول کو سب پر ترجیح دیتے تھے۔ (4) مذکورہ بالا تینوں اصولوں میں صراحت نہ ملے تو حدیث مرسل وضعیف کو لے لینا اور قیاس ترک کر دینا۔ (5) جب کسی مسئلہ میں نص، قول صحابہ یا مرسل وضعیف حدیث نہ ملے تو قیاس سے کام لینا۔

حنبلی فقہ کی تدوین کا کام امام صاحب کے وصال کے بعد آپ کے تلامذہ نے آپ کے فتاویٰ کو جمع کر کے انجام دیا۔ امام ابو بکر خلال نے الجامع الکبیر کی بیس جلدوں میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مسائل وفتاویٰ مدون کیے۔ حافظ اثرم اسکافی نے کتاب السنن فی الفقہ علی مذھب احمد و شواھدہ من الحدیث کے نام سے کتاب ترتیب دی۔ امام ابو بکر احمد بن محمد فقیہ مروزی بغدادی نے اسی سلسلے میں کتاب السنن بشواھد الحدیث لکھی۔

فتنہ خلق قرآن کا مقابلہ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت صبر و استقامت کے حوالے سے ضرب المثل کی حیثیت رکھتی ہے۔ تین جابر بادشاہوں کا جبر واستبداد آپ کو راہ حق سے ہٹا نہ سکا۔ بلکہ آپ کی جہد مسلسل سے گمراہی کے دروازے بالآخر بند ہوگئے اور حکمران معتزلی اثر سے آزاد ہوگئے۔

معتزلہ فرقہ نے قرآن مجید کو مخلوق قرار دیا تو 212ھ میں عباسی خلیفہ مامون الرشید ان کا ہمنوا بن گیا۔ اس نے خلق قرآن کے نظریے کے مخالفین کے لیے ابتداً سرکاری مناصب سے برطرفی، فتویٰ نویسی وروایت حدیث پر پابندی اور عدم قبول شہادت وغیرہ جیسی سزائیں مقرر کیں مگر بعد ازاں اس کا رویہ سخت سے سخت تر ہوتا گیا۔ 218ھ میں اس کے حکم پر حاکم بغداد اسحاق بن ابراہیم نے علماء، صلحاء، فقہاء، محدثین اور مفسرین وغیرہ کو جمع کر کے ان کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا اور ان کے جوابات سے مامون کو مطلع کردیا۔ مامون نے حکم دیا کہ قاضی القضاۃ بشر بن ولید کندی اور ابراہیم بن مہدی کو قتل کر دو اور باقی علماء کو پابہ زنجیر میرے پاس بھیج دو۔ بہت سے لوگوں نے خلق قرآن کا اقرار کر کے جانیں بچالیں مگر چار افراد اس کڑی آزمائش میں ثابت قدم رہے اور قرآن کو مخلوق ماننے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ انہیں پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر قید خانے میں پہنچا دیا گیا۔ ان میں سے سجادہ اور عبید اللہ بن عمر قواریری نے معتزلی عقیدہ تسلیم کر کے رہائی پائی مگر امام احمد بن حنبل اور محمد بن نوح عجلی نے رخصت کی بجائے عزیمت کی راہ اپنائی۔ انہیں پابجولاں مامون کے پاس طرطوس بھیج دیا گیا۔ محمد بن نوح راستے میں ہی انتقال کر گئے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ابھی راستے میں ہی تھے کہ مامون کی وفات ہوگئی اور اس کا بھائی معتصم باللہ تخت نشین ہوگیا۔ اس نے امام صاحب کو قید میں رکھ کر کوڑے لگوائے۔ اٹھائیس ماہ تک آپ کو قید میں رکھا گیا مگر آپ کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ معتصم باللہ کی وفات کے بعد واثق باللہ خلیفہ بنا تو بھی آپ پر سختیاں جاری رہیں۔ خلیفہ متوکل باللہ کے عہد میں معتزلہ کا زور ٹوٹ گیا اور امام صاحب اور دیگر قیدی رہا کر دیے گئے۔

شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میمون بن اصبغ کا بیان ہے کہ جب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو جلاد نے پہلا کوڑا مارا تو آپ نے بسم اللہ شریف پڑھی، جب دوسرا کوڑا لگا تو آپ نے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھا، تیسرا کوڑا لگنے پر اَلْقُرْآنُ كَلَامُ اللّٰهِ غَيْرُ مَخْلُوْقٍ کا نعرہ بلند کیا اور چوتھا کوڑا لگا تو لن

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت صبر واستقامت کے حوالے سے ضرب المثل کی حیثیت رکھتی ہے۔ تین جابر بادشاہوں کا جبر واستبداد آپ کو راہ حق سے ہٹا نہ سکا۔ بلکہ آپ کی جہد مسلسل سے گمراہی کے دروازے بالآخر بند ہوگئے اور حکمران معتزلی اثر سے آزاد ہوگئے۔

یُّصِیۡبَنَاۤ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا کی تلاوت کی جبکہ آپ کی پشت مبارک پر جلاد نے انتیس کوڑے برسائے۔ پے در پے کوڑے لگنے سے آپ کا ازار بند ٹوٹ گیا اور شلوار نیچے آنے لگی جبکہ آپ کے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔ اس موقع پر آپ کی ایک زبردست کرامت دیکھی گئی۔ آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور آپ کے ہونٹ ہلنے لگے۔ آپ کی شلوار فوراً اوپر ہو گئی اور آپ کا ستر کسی نے نہ دیکھا۔ میمون بن اصبغ کا بیان ہے کہ ایک ہفتے بعد میں امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس معاملے کی بابت سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اس وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی تھی کہ اگر میں حق پر ہوں تو میری پردہ پوشی فرما اور مجھے اپنے بندوں کے روبرو رسوائی سے بچا۔ ملخصاً (اولیاء و رجال الحدیث: علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ، صفحہ 30: شبیر برادرز لاہور)

حضور سیدی داتا گنج بخش سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اس حوالے سے رقم طراز ہیں: "جب بغداد میں معتزلہ کا غلبہ ہوا تو انہوں نے آپس میں مشورہ کر کے طے کیا کہ آپ کو اس بات پر مجبور کیا جائے کہ آپ قرآن مجید کو مخلوق کہیں۔ آپ بوڑھے اور کمزور ہو چکے تھے اس حالت میں آپ کے ہاتھ شکنجہ میں کس کر آپ کو ہزار کوڑے لگائے گئے تاکہ آپ قرآن کو مخلوق کہہ دیں لیکن آپ نے پھر بھی ایسا کہنے سے انکار کر دیا۔ کہتے ہیں کہ اسی دوران آپ کا ازار بند کھل گیا جب کہ آپ کا ہاتھ بندھا ہوا تھا اتنے میں غیب سے ایک ہاتھ نمودار ہوا جس نے آپ کا ازار بند باندھ دیا۔ لوگوں نے جب آپ کی یہ کرامت اپنی آنکھوں سے دیکھی تو آپ کو چھوڑ دیا لیکن آپ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے چند روز کے بعد وفات پا گئے۔ زندگی کے آخری وقت میں کچھ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ ان لوگوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں جنہوں نے آپ کو کوڑے لگائے؟ آپ نے فرمایا میں کیا کہوں کہ ان لوگوں نے تو بزعم خویش حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے مارا ہے کہ گویا میں باطل پر ہوں اور وہ حق پر ہیں میں صرف ان زخموں کی بنیاد پر روز قیامت ان لوگوں کے ساتھ جھگڑا نہ کروں گا۔" (کشف المحجوب: اردو ترجمہ عبدالرؤف فاروقی: صفحہ 187: اسلامی کتب خانہ لاہور)

> زندگی کے آخری وقت میں کچھ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ ان لوگوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں جنہوں نے آپ کو کوڑے لگائے؟ آپ نے فرمایا میں کیا کہوں کہ ان لوگوں نے تو بزعم خویش حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے مارا ہے کہ گویا میں باطل پر ہوں اور وہ حق پر ہیں میں صرف ان زخموں کی بنیاد پر روز قیامت ان لوگوں کے ساتھ جھگڑا نہ کروں گا۔"

تصانیف

آپ کی تصانیف میں کتاب العلل و معرفۃ الرجال، کتاب التفسیر، کتاب الناسخ والمنسوخ، کتاب التاریخ، کتاب المقدم والمؤخر فی القرآن، کتاب الاشربہ، کتاب فضائل الصحابہ، کتاب الرد علی الزنادقۃ والجہمیۃ، کتاب جوابات القرآن، کتاب الزہد، کتاب المناسک الکبیر، کتاب المناسک الصغیر وغیرہ کے نام ملتے ہیں مگر یہ ساری کتابیں ناپید ہیں۔ اس وقت آپ کی ایک ہی کتاب دستیاب ہیں جس کا نام ہے مسند امام احمد۔ آپ کی یہ عظیم اور مقبول تصنیف چالیس ہزار سے زائد احادیث کا مجموعہ ہے۔

وصال

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے 12 ربیع الاول 241ھ بروز جمعہ (855ء) کو اس جہان فانی سے کوچ کیا۔ امیر بغداد محمد بن عبداللہ بن طاہر نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز جنازہ میں شریک ہونے والوں کی تعداد کے متعلق مؤرخین کے اقوال آٹھ لاکھ ساٹھ ہزار سے بیس لاکھ تک ملتے ہیں۔ اتنی کثیر تعداد کو دیکھ کر بیس ہزار غیر مسلموں نے اس دن اسلام قبول کیا۔

احمد بن کندی کہتے ہیں میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا تو جواب ملا "رب تعالیٰ نے میری مغفرت فرما دی اور مجھ سے یہ فرمایا کہ اے احمد بن حنبل! تو نے میری رضا کے لیے کوڑوں کی مار برداشت کی اور صبر کیا تو اب تو میرے جمال پاک کا دیدار کر لے۔ میں نے تیرے لیے اپنا دیدار مباح کر دیا ہے۔